حجاب وعفاف کی فضیلت فارابی کی نظر میں

مولفہ: زینب برخورداری

مترجم: مولانا منہال حسین خیرآبادی

مقدمہ

فارابی نے نیک کام کرنے والوں کی تین قسمیں بیان کی ہیں:

۱۔ فاضل (یعنی ذاتی طور پر وہ نیک ہیں)

۲۔ عفیف (یعنی قانون یا دین کی پابندی کرنے میں وہ نیک ہیں)

۳۔ ضَابِطٌ لِنَفْسِہ (یعنی وہ نیک بننے کی کوشش کرتے ہیں)

مذکورہ تینوں اقسام سے نیک عمل کا انجام پایا ہے لیکن ہر ایک کی نیکی ایک جیسی نہیں ہے اس لئے کہ اس میں باطنی طلب، روایتی و دینی قانون اور پابند ہونے کا جذبہ جیسے عناصر دخیل ہوتے ہیں۔

فارابی کی نظر میں جو لوگ نیک بننے کی کوشش کرتے ہیں انہیں زیادہ تشویق اور حوصلہ افزائی کی ضرورت ہے لیکن جو ذاتی طور پر نیک ہیں ایک سعادتمند سماج وجود میں لانے کے لئے ان کی تربیت کی سخت ضرورت ہے، حجاب اور پاکدامنی کا بذات خود اور ماحول کے لئے بھی نیک اور برحق ہونا ثابت ہے اور فاضل افراد کی جانب سے فعل خیر کا انجام دینا حجاب اور عفاف کو عام کرنے کے لئے بہترین آئیڈیل ہے اسی لئے مغربی سماج میں عفت (پاکدامنی) و حجاب کے بارے میں تصور ہی نہیں ہے کیوں کہ وہ عفت و حجاب کو دین اور دیگر بیرونی وظاہری ضروریات سے متعلق جانتے ہیں۔

مغربی سماج میں جس طرح حجاب کے مسئلہ کو پیش کیا گیا ہے اور اسے قانون اور دین کی پابندی کا نتیجہ قرار دیا گیا ہے حقیقت میں یہ نظریہ مردود اور ناقابل قبول ہے اس لئے کہ اس نظریہ کو تسلیم کرنے کا نتیجہ آج دنیا مغربی سماج میں متعدد مشکلات اور آفتوں کی شکل میں دیکھ رہی ہے اور ان کے نظریہ کی سزا پوری دنیا پا رہی ہے۔

بیان مسئلہ

مغربی سماج میں عفت و حجاب ایک مشکل امر سمجھا جاتا ہے اور اسے شبہ کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور آج اس کے اثرات پورے معاشرے میں قابل دید ہیں، اسی لئے انہوں نے عفت و حجاب کو محدودیت کا نام دیا جسے دین یا نظام حاکم نے نافذ کیا ہے۔

عورتوں کی آزادی اور ان کے حقوق کی واپسی پر مشتمل نعرے جب سے وجود میں آئے ہیں تب سے عفت اور پھر حجاب تنازعہ اور اختلاف کا موضوع بنا ہوا ہے، چونکہ انہوں نے عفت اور پھر حجاب کو مردوں اور عورتوں کے درمیان تبعیض (اونچ نیچ) کی بہترین مثال قرار دیا اور اپنے اہداف و مقاصد تک پہنچنے کے لئے اسے مہرہ بنایا۔ (تک: میشل، آندرہ، پیکار با تبعیض جنسی)

اس آئیڈیالوجی کے مطابق مرد سالار سماج نے پوری تاریخ میں پوری طرح یک طرفہ جانبداری کرتے ہوئے قوانین کو مردوں کے نفع میں بنائے اور انہیں زیادہ سے زیادہ جنسی آزادی عطا کرنے کی کوشش کی، اسی راہ میں عورتوں پر بہتر نظارت کے بہانے عفت اور حجاب کا مسئلہ پیش آیا، اس مقصد کے تحت حجاب، مردوں اور عورتوں کے تعلقات پر پابندی رفتہ رفتہ نیک امر گردانا جانے لگا، جب کہ اسلام نے اس آئیڈیالوجی کی سخت مخالفت کی ہے بلکہ حجاب اور عفت کو پہلے خدا کا حق اور پھر آزاد مزاج انسانوں کا حق جانا ہے۔

مغربی آئیڈیالوجی کے مطابق حجاب اس آزادی کے خلاف ہے جو انسان کا حق ہے اور عورت کو پردہ میں رکھنا حقیقت میں اس کی بے عزتی ہے۔

لہٰذا اس مقالہ میں اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ اس شبہ کا جواب دیا جاسکے کہ عفت اور حجاب انسانوں کے حقوق کے خلاف نہیں ہے اور پھر فارابی کی نظر میں اس بات کو بیان کریں کہ سماج میں کیونکر فعل خیر (یعنی عفت و حجاب) کو عام کیا جاسکتا ہے۔

ہم یہاں پر عفت اور حجاب کے بافضیلت ہونے کو اسلام کی بنیادی تعلیمات اور حقوق و اخلاقیات کی تعلیم کی رو سے جسے علماء اور دانشوروں نے بڑے قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے، بیان کریں گے :

فارابی اور اخلاقی رویہ کے پیش کرنے کی وجہ میں اختلاف

فارابی نے چودھویں فصل میں فاضل اور ضابط لنفسہ اسی طرح عفیف اور ضابط لنفسہ کے درمیان اخلاقی رویہ کے پیش کرنے کے سبب ووجہ کے لحاظ سے فرق کو بیان کیا ہے، حقیقت میں انہوں نے اخلاقی رویہ کو پیش کرنے کی وجہ میں اختلاف کے حساب سے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے، چونکہ نیک کاموں کی مذکورہ تینوں قسمیں انسانوں سے ہی وقوع پذیر ہوتی ہیں لیکن ان کے انجام دینے کی وجہ وسبب میں بہت فرق ہے۔

فارابی کے نظریہ کے مطابق اس بات کو کہا جاسکتا ہے کہ فاضل مرد اور اس شخص میں بڑا فرق ہے جو اپنے نفس کو رام کرتا ہے اور پھر نیکی انجام دیتا ہے، اس لئے کہ نفس کو رام کرنے والا انسان نیک کام اس حال میں انجام دیتا ہے کہ اس کا نفس اس سے متنفر ہوتا ہے گویا کہ وہ اپنے کام کی وجہ سے پریشان رہتا ہے لیکن فاضل انسان وہ شخص ہے جو اپنے نفس کی خواہش کے مطابق نیک کام انجام دیتا ہے، یا یوں کہا جائے کہ فاضل نیک کاموں کو پورے اشتیاق اور چاہت کے ساتھ انجام دیتا ہے اور اسے انجام دینے میں اسے بڑا مزہ بھی آتا ہے، اسی طرح عفیف اور ضابط لنفسہ انسان کے درمیان فرق ہے، اس لئے کہ عفیف ان امور کا پابند ہوتا ہے جسے شریعت نے واجب کیا ہے اور اس کی مخالفت مذموم امر ہوتی ہے، جب کہ جو ضابط لنفسہ انسان ہوتا ہے اسے خلاف شریعت امور سے کافی لگاؤ ہونے کے باوجود بھی وہ اسے انجام نہیں دیتا۔ اس کے بعد فارابی کہتے ہیں کہ کبھی کبھی ضابط لنفسہ انسان فاضل کی جگہ لے لیتا ہے۔ (مذکورہ حوالہ، ص ۳۴۔۳۵)

اس مقام پر فارابی کے بیان پر مختصر تجزیہ پیش کرنا چاہتے ہیں لیکن اس کام کے لئے بعض امور کی تشریح لازم ہے:

ا۔ سب سے پہلی بات یہ کہ فارابی کی نظر میں نیک اور اچھے لوگوں کی تین قسموں کا مخاطب کون ہے؟ ہاں! فارابی کے نظریہ پر تجزیہ وتحلیل کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مقسم وہ لوگ ہیں جو نیک کام انجام دیتے ہیں اور غلط کاموں سے پرہیز کرتے ہیں کیونکہ ایسے ہی لوگوں کے ذمہ ایک سماج کی سلامتی ہوتی ہے۔ (فارابی، ۲۴، ۱۹۹۶)

۲۔ دوسری بات یہ کہ فارابی کی نظر میں فضیلت ورذیلت اوراس کے معیار کیا ہیں؟

فارابی کی نظر میں فضیلت ایک ملکہ ہے جو انسان کے اندر ممارست یعنی مشق اور تمرین کے ذریعہ پید ہوتا ہے اور وہی خیر کا باعث قرار پاتا ہے، یعنی فضیلت ایک صفت نہیں بلکہ ایک نفسانی حالت کانام ہے جو خیر کا موجب ہوتی ہے (مذکورہ حوالہ، ص ۲۴)

بطور خلاصہ فضیلت کی تعریف کچھ اس طرح ہے:

۱۔ فضیلت، نفسانی حالت کے لئے ایک صفت کانام ہے۔

۲۔ یہ ملکہ انسان میں تمرین اور ممارست کے ذریعہ پیدا ہوتا ہے۔

۳۔ اس فضیلت سے آراستہ انسان اپنے ذاتی شوق کی بنیاد پر نیک کام انجام دیتا ہے۔

۴۔ اس فضیلت سے آراستہ انسان یعنی انسان فاضل لذت اور دلچسپی کے ساتھ نیک امور انجام دیتاہے۔

اس مقام پر فارابی نے خیر کے معیارات کا تذکرہ نہیں کیا ہے، لیکن دوسرے مقامات پر خیر کو ایسے فعل سے تشبیہ دی ہے جو انسان کو سعادتمند بنادیتا ہے۔ (فارابی،۴۶، ۱۴۰۵؛ فارابی،۹۷،۱۹۹۶) حقیقت میں یہ بات ارسطو کی ہے جس نے ان سے پہلے بیان کی ہے۔

مذکورہ باتوں کے بعد نیک امور کو انجام دینے والوں کی تقسیم کے سلسلہ میں یہ بات کہی جاسکتی ہے:

۱۔ باطنی طلب کے ہمراہ نیک امور کا انجام دینا

جو لوگ باطنی طور پر نیک کاموں کی انجام دہی پر مائل نہیں ہوتے اور ان کی طبعیت میں شریعت کی پابندی کی خو پیدا نہیں ہوئی ہے وہ بعض مصلحتوں کے پیش نظر اس کی مخالفت کرتے ہوئے نیک کام انجام دیتے ہیں لیکن ان میں خلاف شرع اعمال انجام دینے کی خواہش بھی باقی رہتی ہے، یعنی وہ لوگ اپنی باطنی خواہشوں کے پیش نظر بڑی مشکل سے نیک کام انجام دیتے ہیں، فارابی نے ایسے لوگون کو (ضابط لنفسہ) سے تعبیر کیا ہے۔

۲۔ ظاہری طلب کے ہمراہ نیک امور کا انجام دینا

یہ وہ لوگ ہیں جو قانون اور شریعت کے احکام کے پابند ہوتے ہیں اور اسی پابندی کے پیش نظر وہ کار خیر بھی انجام دیتے ہیں اور ان امور سے پرہیز بھی کرتے ہیں جن کے گرد قانون اور شریعت نے حصار کشی کی ہے یعنی ان میں مخالفت کی خو نہیں ہوتی۔ ایسے گروہ کو فارابی نے (عفیف) کا نام دیا ہے۔

۳۔ طلب کے بغیر نیک امور کا انجام دینا

یہ وہ لوگ ہیں جو کسی مزاحمت کے بغیر نہایت ذوق و شوق کے ساتھ نیک امور انجام دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو فارابی نے "فاضل" کے عنوان سے یاد کیا ہے۔

اس کے بعد فارابی نے ان تینوں کے درمیان امتیازات اور اشتراکات کو بیان کیا ہے اور پھر وہ عفیف اور فاضل کے مقابلہ میں "ضابط لنفسہ" کے لئے اجر و ثواب کے دوبرابر ہونے کے خواہاں ہیں اس لئے کہ عام انسانوں کے لئے ضابط لنفسہ ہونا بڑی اچھی بات ہے لیکن سماج کے سربراہوں کا فاضل ہونا ضروری ہے تاکہ قوانین اور مسائل کے حل و نفاذ میں ان سے فعل خیر کا انجام دینا سہل وآسان ہو۔ (فارابی، ۱۹۹۶از نظر فارابی فصل ۱۵)

عفاف و حجاب کی عمومیت کے طریقے فارابی کی نظر میں

موجودہ سماج اور وہ تمام تنظیمیں و ادارات جو سماج میں عفاف اور حجاب کو عام کرنا چاہتے ہیں، ان کے لئے فارابی کی تجویز تین مختلف آثار کے ہمراہ حاضر ہے:

۱۔ عفاف اور حجاب کی پابندی ضبط نفس کے ہمراہ

۲۔ عفاف و حجاب کی پابندی واجب کی تبعیت کرتے ہوئے

۳۔ عفاف و حجاب کی پابندی اس کی فضیلت کے باعث

مغربی دنیا میں آزادی کے علمبرداروں اور عورتوں کے حقوق دلانے والی تنظیموں نے عفاف اور حجاب کو دینی اور شرعی قانون سے مخصوص جانا ہے، یعنی ان کی نظر میں عفاف و حجاب دینی حکم ہے جس میں اجبار پایا جاتا ہے، اس نظریہ کے مطابق عفاف و حجاب، انفرادی آزادی اور استقلال کے خلاف ہے جس کی وجہ سے انہوں نے

پہلے عفاف کو پھر حجاب کو اقدار کے خلاف قرار دیا اور اس میں کرامت انسانی کی پایمالی کو مضمر جانا۔ اس نظریہ کے ب پیش نظر عفاف و حجاب کے لئے بیرونی طلب ختم ہو جاتی ہے۔ (مطہری،۱۹، ۱۳۸۵)

اسی طرح مغربی سرزمین پر ایک تنظیم جسے راڈیکل فمنیسم کہا جاتا ہے جو مردوں پر عورتوں کی برتری کا قائل ہے، ان کے نزدیک حجاب مردوں کی جانب سے عورتوں پر ظالمانہ رویہ کی وجہ سے ہے یعنی عورتوں کو حجاب میں قید کرنا مرد کا ظالمانہ سلوک ہے جسے بعض منافع کی خاطر انجام دیا جاتا ہے (سابق حوالہ، ص۵۴)۔ اس نظریہ کے مطابق حجاب نہ تنہا کوئی فضیلت نہیں ہے بلکہ عورتوں کی آزادی اور زنانہ اقدار کے خلاف ہے، ان کی نظر میں جو سماجی اخلاقیات کو عام کرنا چاہتے ہیں انہیں سب سے پہلے حجاب کو ختم کرنا ہوگا، اور اگر کسی سماج میں غلط سوچ کی وجہ سے عورتوں کی بے پردگی اور ان کی آزادی کو غلط تصور کیا جاتا ہے تو اس تصور کو ختم کرنے کے لئے کچھ اقدامات کرنا چاہئے، تاکہ بے پردگی اور آزادی کے باعث ان پر جو ذہنی تناؤ ہے اسے ختم کیا جاسکے، یعنی ان کی نظر میں عفاف اور حجاب فطری رجحان نہیں ہے بلکہ انسانی اور خارجی سوچ ہے۔ (شلیت، ۴۳، ۱۳۸۹)

اس مقالہ میں عفاف اور حجاب کے بافضیلت ہونے کو ثابت کیا گیا ہے، لہٰذا عفاف و حجاب کو عام کرنے کی حکمت عملی کو بیان کرنے کے ساتھ صاحبان فضیلت کی تربیت کے اصولوں کو بیان کیا جائے گا، لہٰذا سب سے پہلے اس نظریہ کو رد کرنا ضروری ہے جو عفاف و حجاب کو خارجی عوامل کا باعث قرار دیتا ہے اور اس کام کے لئے سب سے پہلے کچھ مقدماتی باتیں بیان کرنا ضروری ہیں:

عفاف اور حجاب کا خیر ہونا

فارابی کی نظر میں خیر ایسا فعل ہے جو انسان کو سعادتمند بناتا ہے، لہٰذا ہمیں عفاف و حجاب کو فعل خیر کے عنوان سے ثابت کرنا ضروری ہے، اگرچہ خیر و شر کے معیارات کے مباحث میں بے شمار جوابات بیان ہوئے ہیں ان میں ہم اس جواب کو اختیار کرتے ہیں کہ جو بھی چیز حق ہوگی وہ ضرور خیر ہوگی، یہ جواب جن باتوں پر استوار ہے وہ ہیں:

۱۔ مغربی دنیا میں عفاف و حجاب کے بارے میں جو شبہ ہوا ہے وہ عفاف و حجاب کا فردی و انفرادی حقوق سے ٹکراؤ رکھنے کے دعویٰ کی بنیاد پر ہوا ہے، پس اگر ہم عفاف و حجاب کے حق ہونے کو ثابت کر دیں تو پھر بہت آسانی سے مذکورہ تعارض (ٹکراؤ) کا ابطال ثابت ہو جائے گا۔

۲۔ اخلاق عملی کے ماہرین حقوق کی رعایت کو معیار اخلاق قرار دیتے ہیں لہٰذا عفاف و حجاب کو عام کرنے میں اس معیار کا لحاظ اس کے برحق ہونے کو ثابت اور بہت ہی راہگشا ہے۔

۳۔ اسلامی تعلیمات میں حقوق کی پاسبانی، معروف و منکر کی شناخت کی راہ میں بہت ہی اہمیت کا حامل ہے، متعلقہ افراد کے حقوق کی پاسبانی حقیقت میں ممدوح و غیر ممدوح اخلاق کی شناخت کا بہترین ذریعہ ہے، جیسا کہ امام سجاد علیہ السلام سے منسوب رسالہ حقوق میں تمام حقوق کو کامل اور بہ نحو احسن بیان کیا گیا ہے۔

انفرادی حقوق کے سلسلہ میں دو طرح سے بحث کی جا سکتی ہے:

۱: باہمی رویہ کا سلیقہ

۲۔ غیر ذاتی مواصلاتی رویہ

۱۔ باہمی رویہ کا انداز اور سلیقہ

باہمی رویہ کا انداز ایسے حقوق کو شامل ہوتا ہے جن کی خود اپنی ذات کے لئے رعایت کرنا ضروری ہے، مغربی سماج میں عورتوں کی جانب سے خارجی وجوہات کی بناپر عفاف و حجاب کی رعایت حقیقت میں انفرادی حقوق کی پائمالی شمار کیا جاتا ہے، جب کہ مغربی سماج میں اس مدعی کے خلاف بھی دیکھنے میں آیا ہے، اس لئے کہ بعض تصورات اور نظریات کی بناپر بعض عورتیں حجاب و عفاف کو ترک کرنے پر مجبور ہوئی ہیں، جو خود اپنے آپ میں عورتوں کے حقوق کی پائمالی کا واضح مصداق ہے، یعنی عورتوں کا عفت کی حفاظت کے لئے پردہ کرنا ذاتی حق ہے اور اس حق کی بربادی اقدار وفضیلت کے خلاف ہے، جس کی بناپر بے عفتی اور بے پردگی، اقدار و فضیلت کی ضد ہے، ہم یہاں پر ان موارد کو بیان کریں گے جن کی بناء پر بے عفتی اور بے پردگی کو رواج ملتا ہے اور اس سے عورتوں کے حقوق ضائع ہوتے ہیں:

ا۔ ذاتی سلائق کے برخلاف عمل کرنا

جس سماج میں عفاف اور حجاب کو جاہلیت کی رسم سمجھا جاتا ہو اور انہیں ذرہ برابر بھی اہمیت نہیں دی جاتی اس سماج میں جو لوگ شخصی سلیقہ اور پسند کی بنیاد پر عفت کو اپناتے ہیں اور اس عفت کی خاطر حجاب کا انتخاب کرتے ہیں، وہ لوگ سماج کی جانب سے سخت قسم کے رویہ سے روبرو ہوتے ہیں۔

ایک سروے کے مطابق جو عورتیں عفیف رہنے کی خاطر حجاب کو اپناتی ہیں وہ اپنے سماج، اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کی جانب سے اس قدر طعن و تشنیع کا شکار ہوتی ہیں جو آخر کار اس حق سے دستبرداری اور اس کی بربادی کا موجب بنتا ہے، اسی سروے کے مطابق بہت سی نوجوان لڑکیان اور عورتیں اپنی باطنی خواہش کے برخلاف برہنگی اور بے عفتی کے دلدل میں گرفتار ہو جاتی ہیں۔ مغربی سماج میں ماحول اس طرح بنادیا گیا ہے کہ کوئی بھی عورت نہ سماج میں اور نہ اپنے گھر میں اپنی مرضی سے فیصلہ نہیں کرسکتی اور بہت سے مواقع پر وہ اپنے سماج کے قوانین اور راہ ورسم کی بنیاد پر اپنی مرضی کے مطابق زندگی نہیں گزار سکتی۔ (زینس، مسٹر، کارل، ۱۳۸۹، ۲)

۲۰۰۶ء کے سروے کے مطابق مغربی سماج میں ۱۸سال سے کمتر لڑکیاں اپنے ماحول پر حاکم قوانین اور راہ ورسم کی بنیاد پر ہر تین میں سے ایک لڑکی اپنی مرضی کے خلاف جنسی تعلقات قائم کرنے پر مجبور ہوتی ہے، ایسی تمام لڑکیوں میں سے اکیاسی فیصد لڑکیاں اس بات کی معترف تھیں کہ سماج کے غلط رسم و رواج، زہریلے پروپیگنڈے، بے پردگی اور بے عفتی ان کی حالت زار کا سبب ہے، انہوں نے اپنی مرضی سے بے عفتی کی راہ انتخاب نہیں کی ہے، (مکداول، ۲۰۰۲ء، ۱۰ و ۱۴)

بعض مواقع پر خاندان اور اہل خانہ کی جانب سے شخصی سلائق کی بناپر حجاب وعفاف کے انتخاب پر سخت قسم کے ناروا سلوک کا سامنا کرنا پڑتا ہے، ان کی نظر میں ایسی عورتیں بیمار ہیں جنہیں بے پردگی اور ترک عفاف میں مزہ نہیں آتا۔ (شلیٹ، ۳۵، ۱۳۸۹)

اسی لئے بہت سی خواتین سماج پر حاکم رسم ورواج کے مطابق زندگی گزارنے پر مجبور ہوتی ہیں تاکہ وہ اپنی اجتماعی موقعیت کو بچاسکیں۔ (آرمنٹو، ۵۴، ۱۳۸۹)

۲۔ زنانہ جذبات کو دبانا اور اس کے برے اثرات کو برداشت کرنا

عورتوں کے فطری اور ذاتی حقوق کی بربادی کی ایک مثال ان کے زنانہ جذبات کی عدم پاسداری اور نفسیاتی طور پر انہیں اذیت پہنچانا ہے، سماج کے رسم ورواج عورتوں کو مجبور کرتے ہیں وہ عشق اور جنسی مسائل کو ایک دوسرے سے جدا سمجھیں اور عشق و محبت کے بغیر بھی وہ تعلقات قائم کرسکتی ہیں۔ (شلیٹ، ۱۰۶، ۱۳۸۹۔ ۱۰۵ و ۱۰۹) ایسے حالات میں آزاد ماحول اور برہنگی عورتوں کے اندر خوف و وحشت، افسردگی اور ان کی پریشانی کا باعث ہوتا ہے۔ (ہاسٹلر، ۲۷۶۔۲۸۷، ۱۹۹۶ء)

مغربی دنیا میں عورتوں کے پہناوے پر تنقید کرنے والے دانشور حضرات اسے عورتوں میں عزت وآبرو کی کمی اور اعتماد بہ نفس کی کمی کا باعث قرار دیتے ہیں (شلیٹ، ۱۳۸۹، ۱۶۴۔۱۷۴) تحقیقات سے پتہ چلتا ہے کہ چوراسی فیصد عورتیں آزاد ماحول میں جنسی تعلقات کی مخالفت کی جرات نہیں رکھتیں اور ان میں کافی اعتماد اور جرات نہیں ہوتی۔ (مک دیوال، ۲۲، ۲۰۰۲ء)

۳۔ مغربی سماج میں بے پردگی اور بے عفتی کے رواج نے سلامتی وامنیت کو خطرہ میں ڈال دیا ہے۔

عورتوں کی تنظیموں نے مختلف جوامع میں ان کی امنیت و سلامتی پر جو سروے کیا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ زیادہ تر جوامع میں ان کی امنیت اور سلامتی حد سے زیادہ بحرانی ہے۔

ایسے سماج میں عورتوں کو حق نہیں ہے کہ وہ جنسی تعلقات کے مقابل اپنی سلامتی کی فکر کریں اور جو اس فکر میں رہتا ہے اسے اچھی نظروں سے نہیں دیکھا جاتا۔ (شلیٹ، ۱۳۸۹، ۱۰۶۔ ۱۰۵ و ۱۰۹)

ناقدین کی نظر میں ہر وہ سماج جو عورتوں کی اہمیت کا قائل نہیں ہے اس میں برہنگی اور بے پردگی بھی زیادہ ہوتی ہے، جب کہ حجاب ان کے عزت واحترام اور ان کی انسانی اقدار کی بہتری کا باعث ہوتا ہے۔

بے پردگی اور بے عفتی اسی طرح عورتوں کے جسمانی وروحانی نقصانات کے باعث بعض تنظیموں نے حکومتوں سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ لوگوں کو صحیح تعلیم دیں، اسی کاوش کے مد نظر بعض تنظیموں نے جوانوں کو حجاب اور عفت کے سلسلہ میں صحیح معلومات فراہم کرنے کا سلسلہ شروع کیا ہے۔

۴۔اجتماعی زندگی میں اپنی خواہشوں سے محروم رہنا

ایسے سماج میں عورتوں کے لئے اپنا گھر بسانے کا خواب دیکھنا، شوہر کی خدمت اور بچہ داری کے جذبہ کو غیر معقول تصور کیا جاتا ہے اور انہیں جاہل شمار کیا جاتا ہے۔فساد و فحشاء کی تبلیغ اور آزادانہ جنسی تعلقات کا رواج ترقی یافتہ معاشرہ کی علامت بتایا جاتا ہے۔اس کے بر عکس اپنا گھر بسانے اور ایک خانوادہ تشکیل دینے کے لگاؤ کو کبھی زندگی میں لذت کے نہ ہونے، جنسی تعلقات میں لذت نہ ہونے، نفسیاتی بیماری جیسی تعبیروں سے منسوب کیا جاتا ہے۔وضع موجود کے ناقدین اس بات پر تاکید کرتے ہیں کہ بہت سی جوان لڑکیاں فیشن کے جال میں گرفتار نہیں ہوتیں اور جنسی اعضاء کی نمائش کی طرف راغب نہیں ہوتیں اس لئے کہ حجاب اور عدم نمائش ان کی شخصیت کو ممتاز بناتا ہے اور انہیں متعدد مشکلات میں گرفتار ہونے سے بچا لیتا ہے۔(شلیٹ، ۱۳۸۹، ۱۰۶۔۱۰۵و۱۰۹)

دور حاضر میں عورتوں میں عفاف و حجاب کی جانب بڑھتے ہوئے رجحانات وہ شواہد ہیں جو عفاف و حجاب کے طرفداروں کے دعووں کو صحیح ثابت کرتے ہیں، اس مدعا کی ایک دلیل ۲۰۰۶ء میں دنیس مارٹین ریچرڈ اور اس کے دوستوں کی جانب سے ''انقلاب عفیف'' کے نام پر ایک انٹرویو کی پیشکش ہے جس میں بے شمار عورتوں نے بے عفتی اور بے پردگی کے خلاف کھلم کھلا مخالفت کا اعلان کیا، اسی طرح ۱۹۹۹ء میں خود امریکہ کی سرزمین پر تمام قد لباس کی نمائشگاہیں برپا ہوئیں اور ہو رہی ہیں اور اسی طرح حکومتی ذمہ داروں کے نام کوتاہ لباس (Mini skirt) بیچے جانے کے خلاف شکایتوں کے ارسال کرنے کا سلسلہ بھی جاری و ساری ہے اور یہ وہ چیزیں ہیں جو روز بہ روز بڑھتی جارہی ہیں اور عفاف و حجاب کے طرفداروں کی قدرت میں مدام اضافہ ہوتا جارہا ہے۔(سابق حوالہ، ۱۶۱۔۱۶۰)

سن ۲۰۰۵ء میں امریکہ کی نفسیاتی تنظیم (APA) کی جانب سے لڑکیوں میں جنسیات کے احساس کو ابھارنے کے سلسلہ میں (CWP) کے نام سے ایک کمیٹی بنائی گئی، اس کمیٹی کا کام یہ تھا کہ وہ ان اسباب و علل کی جمع آوری کرے جو لڑکیوں میں جنسی احساس کو ابھارتے ہیں، یہ اسباب و علل وہ ہیں جو لڑکیوں میں یہ احساس پیدا کرتے ہیں کہ وہ صرف جنسیات کے لئے پیدا ہوئی ہیں، اسی طرح ان میں انسانی اقدار کے خاتمہ کے ہمراہ جنسی نقطہ نظر کو قوی بناتے ہیں، اس کمیٹی کے ریسرچ کے مطابق امریکی سماج لڑکیوں کے لئے جنسی ماحول تیار کرتا ہے، بدن

نما لباس تیار کئے جاتے ہیں، کمسن بچیوں کے لئے آرائش کے سامان بنائے جاتے ہیں اور عمومی پیمانہ پر ان کی تبلیغ ہوتی ہے، فیشن شو ہوتے ہیں، جسموں کی نمائش ہوتی ہے، لڑکیوں کے جنسی احساس کو مضبوط کرنے کے لئے بے شمار پروگرام بنائے جاتے ہیں، اس کمیٹی نے ۲۰۰۷ء میں اپنی ریسرچ پر مشتمل ایک کتاب تیار کی اور اس میں عورتوں کے نامناسب اور اندام نما لباس پر زبردست تنقید کی اور امریکی سماج میں اس کے نقصانات کی طرف اشارہ کیا۔ (APA. ۱۳۸۸ء، ۱۵۰۔۲۰)

شخصی زندگی میں لوگوں کے ذاتی سلائق اور انتخاب کو رسمیت نہ دینا حق تلفی ہے اس لئے کہ یہ انسان کے انفرادی اور ذاتی حقوق ہیں جن کی اجازت نہ دینا ان کے حقوق کی پائمالی ہے۔

۲۔ غیر ذاتی مواصلاتی رویہ

اس مقام پر اس بات کو واضح کرنا مقصود ہے کہ عفاف و حجاب کی رعایت کرنا دیگر عام لوگوں کے حقوق سے سازگار ہے یا نہیں ہے، یعنی جب ایک عورت حجاب پہنتی ہے تو کیا اس سے دوسرے لوگوں کے حقوق پائمال ہوتے ہیں، لہٰذا ہم یہاں پر ان موارد اور شواہد کو پیش کریں گے جو گواہی دیتے ہیں کہ عفاف و حجاب کی رعایت نہ کرنے سے کس طرح لوگوں کے انفرادی حقوق ضائع ہوتے ہیں۔

ا۔ بچوں کا نفسیاتی، عاطفی اور معیشتی مشکلات سے دوچار ہونا

وہ تمام بچے جو جوان عورتوں سے پیدا ہوتے ہیں، وہ زیادہ تر ماں باپ میں سے تنہا ایک کے ہمراہ بڑے ہوتے ہیں اور زیادہ تر وہ باپ کی شفقت سے محروم ہوتے ہیں، امریکہ سروے کمیٹی کی تحقیقات کے مطابق شہر ڈیٹروئٹ کے پچپن فیصد بچے، اسی طرح واشنگٹن کے ترپن فیصد بچے، اٹلانٹا کے انچاس فیصد بچے ایسے ہیں جو تنہا ماں یا باپ کے ہمراہ بڑے ہوئے ہیں، ان تمام بچوں میں سے نوے فیصد بچے ایسے گھر میں بڑے ہوتے ہیں جن میں باپ نہیں ہوتا جس کی وجہ سے معیشتی مشکلات سے بھی روبرو ہوتے ہیں۔

ویلیم گلسٹن اپنی کتاب (A Progressive Family Policy for the 1990) میں لکھتا ہے:

گھر میں ماں باپ میں سے کسی ایک کے نہ ہونے سے معیشتی مشکلات کے ساتھ ساتھ نفسیاتی بیماریاں بھی جنم لیتی ہیں، جیسے کہ ان میں خود کشی کے رجحانات زیادہ ہوتے ہیں، ذہنی تناؤ بنا رہتا ہے، ایجوکیشن میں کمزور ہوتے ہیں، خشونت، منشیات کا استعمال وغیرہ جیسی چیزیں ایک ایک کرکے وجود میں آتی ہیں۔

وہ بچے جو ایسے گھرانوں میں بڑے ہوتے ہیں وہ بہت کم اپنے اساتید کی جانب سے نمونہ بچے کے عنوان سے منتخب کئے جاتے ہیں بلکہ ان میں سے زیادہ تر بچے فیل ہوجاتے ہیں، وہ لڑکے جو بغیر شادی کے جوان لڑکیوں سے پیدا ہوتے ہیں، وہ ستائیس سال تک بطور متوسط گیارہ سال پڑھائی کرتے ہیں اور ان میں جرم و جنایت کی بناء پر جیل جانے کی شرح بھی زیادہ ہوتی ہے۔

۲۔ نوجوان لڑکیوں میں زاد و لد کا سلسلہ جاری رہنا

سروے کے مطابق نوجوان مائیں معاشرے کو مزید نوجوان مائیں فراہم کرتی ہیں، (Robin Hood Faoundation) کے سروے کے مطابق وہ لڑکیاں جو نوجوان ماؤں سے پیدا ہوتی ہیں ، وہ ان بچیوں کی بہ نسبت جن کی مائیں بیس سال سے بالاتر ہیں، تراسی فیصد احتمال ہے کہ وہ نوجوانی میں ماں بن جائیں، اور اگر نوجوانی میں وہ ماں نہ بھی بن سکیں تو پھر ان کے لئے سب سے زیادہ یہ احتمال پایا جاتا ہے کہ وہ شادی کے بغیر حاملہ ہوں اور ان کے یہاں بچے پیدا ہوں، ایسے بچے جو بغیر ازدواج کے پیدا ہوتے ہیں وہ اپنی پیدائش سے متعدد مشکلات سے روبرو ہوتے ہیں۔

۳۔ جنین کا قتل عام ہونا

ہم نے ابھی تک جو موارد بیان کئے ہیں یا جو بچے ازدواج کے بغیر پیدا ہوتے ہیں، ان سب سے جو مشکلات پیدا ہوتی ہیں ان سے متعدد لوگ متاثر ہوتے ہیں۔ اور یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ناخواستہ حمل کا ضیاع، نامشروع بچوں کی پیدائش سے کہیں زیادہ ہے، زیادہ تر حاملہ عورتیں اور لڑکیاں ناخواستہ حمل کو رکھنا نہیں چاہتیں اور اس کی سب سے بڑی وجہ وہ مشکلات ہیں جو ان کی پیدائش کے بعد وجود میں آتی ہیں۔

مغربی سماج میں ۱۵ سے ۱۹ سال کی لڑکیاں جنہوں نے ازدواج کے بغیر جنسی تعلقات قائم کئے ہیں اور حاملہ ہوئی ہیں ان میں سقط جنین کا بحران بڑھتا جارہا ہے، اگر دیکھا جائے تو یہ مسئلہ امریکی لڑکیوں کے لئے دیگر لڑکیوں کے

مقابلہ میں دو برابر ہے، اس بحران میں سب سے زیادہ امریکی سماج اور پھر انگلینڈ کا سماج گرفتار ہے، اور جب عالمی سروے پر نظر دوڑائی جاتی ہے تو پتہ چلتا ہے کہ عالمی پیمانہ پر یہ مشکل پائی جاتی ہے اور روز بہ روز یہ بحران بڑھتا جارہا ہے اور اس کی سب سے بڑی وجہ بے عفتی اور بے پردگی ہے۔

۴۔ متعلقین کا مالی اخراجات سے روبرو ہونا

بے عفتی اور بے پردگی کے باعث جو مشکلات درپیش ہوتی ہیں اور جس طرح عام لوگ اس بحران سے دوچار ہوتے ہیں اور ان کے ذاتی حقوق پائمال ہوتے ہیں ان میں سے ایک بہت ہی واضح مثال اور شاہد وہ ٹیکس ہے جو حکومتیں بے پردگی اور بے عفتی کے باعث رونما ہونے والی مشکلات کے حل کے لئے اپنے باشندوں سے لیتی ہیں، اگرچہ بظاہر بے پردگی اور آزادی ایک شخصی مسئلہ نظر آتا ہے لیکن عمومی سطح پر اس سے وجود میں آنے والی مشکلات جب سر اٹھاتی ہیں تو ان کو حل کرنے کے لئے سبھی کو شریک ہونا پڑتا ہے اور اس کے باعث ٹیکس کی سنگینی بسا اوقات رنج آور بن جاتی ہے، اس لئے کہ سماج کا ایک طبقہ بے پردگی اور بے عفتی کے باعث کچھ ایسے اقدامات انجام دیتا ہے جس سے پورا سماج متاثر ہوتا ہے، جنسی بیماریاں جیسے ایڈز وغیرہ عام ہوجاتی ہیں، ناجائز اولاد کی جانب سے جرم و جنایت میں بہتات پیدا ہوتی ہے اور افسردگی و ناامیدی کے باعث خودکشی اور دیگر ایسی مشکلات پیدا ہوتی ہیں کہ ان سب کا اثر بطور مستقیم عام لوگوں پر پڑتا ہے، عالمی سروے اس مدعا کی بہترین گواہ ہیں اور یہ وہ چیزیں نہیں ہیں جن کے اثبات کے لئے دلیل و برہان کی ضرورت ہو۔

نتیجہ

ہم نے ابھی تک انسان کے ذاتی حقوق اور غیر ذاتی حقوق کے سلسلہ میں جو باتیں بیان کی ہیں ان سے بخوبی واضح ہوجاتا ہے کہ عفاف و حجاب کی چاہت ایک ذاتی حق ہے اور ہر حق خیر ہوتا ہے لہٰذا عفاف و حجاب بھی خیر ہے، اور خیر کی خاصیت یہ ہے کہ اس پر عمل کرنے والا انسان سعادتمند ہوجاتا ہے، پس اگر اسلامی قوانین عفاف و حجاب کو اسی نکتہ کے مدنظر لازم قرار دیتے ہیں تو حقیقت میں وہ انسان کو سعادتمند بنانا چاہتے ہیں۔

فارابی کی نظر میں فاضل لوگوں کی تربیت سعادتمند سماج کی تشکیل میں بہترین مددگار ہے اور فاضل لوگوں کی تربیت کے لئے سماج میں عفاف و حجاب کی تعلیم و تبلیغ بہترین معاون ہے، تاکہ وہ فعل خیر انجام دے سکیں،

اسی طرح قوانین اور احکام لوگوں کو ضابط لنفسہ کے مرحلہ میں رکھنے کے لئے مفید ہیں اگرچہ اس مرحلہ میں لوگوں کا متوقف رہنا مغربی سماج میں موجودہ اشتباہات کا پیش خیمہ بن سکتا ہے، جو آج عالمی مشکل بن چکا ہے۔

خلاصہ یہ کہ جب تک عفاف و حجاب کو دنیا و بال جان تصور کرے گی مشکلات گریبان گیر رہیں گی اور ناخواستہ مشکلات سر اٹھاتی رہیں گی، چونکہ فاضل افراد کی جانب سے عمل کا انجام دینا آسان ہوتا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ سماج میں ایسے لوگوں کی زیادہ سے زیادہ تربیت کی جائے، ایسے لوگ جتنے زیادہ ہوں گے سماج میں مشکلات اتنی کم ہوں گی اور اس کے عوض ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں ہوں گی۔

منابع و مآخذ

۱۔ آرمنٹو، جین، ۱۳۸۹، کیفیت مراقبت از بچہ ہارا چگونہ تعیین می کنیم؟، در مجموعہ: چہ کسی گھوارہ ا تکان خواہد داد، ترجمہ سمانہ مدنی، آزادہ وجدانی، قم، دفتر نشر معارف

۲۔ ارسطو، ۱۳۴۳ھ، علم الاخلاق الی نیقوماخوس، ج۱، مقدمہ و تحقیق بار تلمی سانتھلیر، قاہرہ، دار صادر

۳۔ بہمن یار بن مرزبان، ۱۳۷۵، التحصیل، تصحیح مرتضی مطہری، تہران، انتشارات دانشگاہ تہران

۴۔ جمعی از محققان سازمان روان شناسی امریکا، ۱۳۸۸، تاثیر فمنیسم بر دختران در غرب، ترجمہ و تلخیص فاطمہ سادات رضوی، قم، دفتر نشر معارف

۵۔ زینس میستر، کارل، ۱۳۸۹، بزرگ کردن کودکان در این دوران پر دردسر، در مجموعہ: چہ کسی گہوارہ را تکان خواہد داد، ترجمہ سمانہ مدنی و آزادہ وجدانی، قم، دفتر نشر معارف

۶۔ شلیت، وندی، ۱۳۸۹، دختران بہ عفاف روی می آورند، ترجمہ و تلخیص سمانہ مدنی، پریسا پور علمداری، قم، دفتر نشر معارف

۷۔ فارابی، ابونصر، ۱۹۹۶ء، سیاسیۃ المدنیۃ، مقدمہ و شرح دکتر علی بو ملحم، بیروت، مکتبۃ الھلال

۸۔ ____، ۱۴۰۵ھ، فصول منتزعہ، تحقیق و تصحیح دکتر فوزی نجار، تہران، المکتبۃ الزہرا

۹۔ ____، ۱۳۶۷، فصول منتزعہ، ترجمہ و شرح دکتر حسن ملکشاہی، تہران، دانشگاہ تہران

۱۰۔ فریدمن، جین، ۱۳۸۳، فمنیسم، مترجم فیروز مھاجری، تھران، آشیان

۱۱۔ قراملکی، فرامرز، احد، ۱۳۸۹، اخلاق کاربردی در ایران و اسلام، تہران پژوہشکدہ مطالعات فرہنگی و اجتماعی

۱۲۔ غزالی، ابو حامد، ۱۴۱۶ھ، رسائل الامام الغزالی، بیروت، دار الفکر

۱۳۔ لو گری، ابو العباس، ۱۳۷۳، بیان الحق بضمان الصدق، تہران، موسسہ بین المللی اندیشہ و تمدن اسلامی

۱۴۔ مارکل، جولیس، ۱۳۸۶، سیاست خویشتن داری جنسی رہبران امریکا در بوتہ نقد، سیاحت غرب، شمارہ ۵۴

۱۵۔ مطہری، مرتضی، ۱۳۸۵، مسئلہ حجاب، تہران، صدرا

۱۶۔ ملا صدرا، محمد ابن ابراہیم، ۱۹۸۱ء، الحکمۃ المتعالیۃ فی الاسفار العقلیۃ الاربعۃ، ج۹، بیروت، دار احیاء التراث

۱۷۔ میشل، آندرہ، ۱۳۷۶، پیکار با تبعیض جنسی، مترجم محمد جعفر پویندہ، تہران، نگاہ

۱۸۔ ہام، مگی، ۱۳۸۲، فرہنگ نظریہ ہای فمنیستی، ترجمہ فیروزہ مہاجر، نوشین احمدی خراسانی، فرح قرہ داغی، تہران، نشر توسعہ

19- Keller, Wendy, 1999, The Cult of the Born-Again virgin, Health communications, Deerfield Beach Florida.

20- Martin Richards, Dennis, A Modest revolution: Today's girls say what- They Really Think!Brigham Young University.

21. Mc Dowell, Josh, 2002 Wy True Love Wait, Tyndale House Publishers,carol stream, Illinois.

22. Hostetler, Bob. D. Mc Dowell, Josh, Counselling youth 1996, word publishing Colorado.

23. J. Bennett, William, 1999, The index of leading cultural indicators American society, Broadway Books, New York.